جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ششماهی علمی مجله جدید قرآنی افکار، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۵، سال ۱، شماره ۲
New Horizons in Quranic Studies, July - December 2025/ Vol.1, No. 2
قراءات سے متعلق تفسیری مبادیاتِ قرآن کی علمیاتی بنیادیں
سید مجتبی اختر رضوی

The Epistemological Foundations of Qur'anic Exegesis Related to Qirāʾāt

Syed Mujtaba Akhtar Razavi [1]

1. Assistant Professor and Faculty Member, Department of Qur'anic Sciences and Qira'at Techniques, Higher Education Center for Qur'an and Hadith, Al-Mustafa International University
Email: seyedmojtaba_akhtarrazavi@miu.ac.ir

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
7 July 2025
Received in revised:
20 August 2025
Accepted:
22 October 2025
Available online:
2 December 2025

Keywords:
Foundational Principles of Qur'anic Exegesis, Tawātur of Qirāʾāt, Hadīths of the Seven Aḥruf (Revelation of Quran upon Seven Modes), Single Reading (Qirāʾah Wāḥidah), Ḥafṣ ʿan ʿĀṣim.

ABSTRACT

The subject of the foundational principles (mabādiʿ) of Qur'anic exegesis constitutes one of the significant issues within the science of tafsīr, to which scholars have paid attention since the early periods, and which continues to be further examined and discussed in the contemporary era. Some of these foundational principles of tafsīr are connected with the science of Qirāʾāt (variant Qur'anic readings). It is evident that before engaging in exegesis, a commentator (mufassir) must adopt a theoretical position in this field and base their interpretation upon that foundation. This study seeks to examine those foundational principles of tafsīr that are related to the Qirāʾāt of the Qur'an, and—through a descriptive and analytical method—it explores three key principles: the alleged tawātur (mass-transmission) of the Qirāʾāt, the concept of the Qur'an having been revealed upon seven aḥruf (letters or modes), and the view that exegetical authority depends upon a single reading. The findings of the research indicate that the claim of tawātur of the Qirāʾāt is not tenable; hence, it cannot serve as a sound epistemological foundation for Qur'anic exegesis. Furthermore, the ḥadīths concerning the revelation of the Qur'an upon seven aḥruf—in addition to being unreliable in Shīʿī sources—are also doubtful in their chains of transmission within Sunni sources, and ambiguous in meaning. They can only be accepted in the sense of variations in dialectal pronunciation. In addition, the authority (ḥujjiyyah) of ʿĀṣim's reading is devoid of sufficient supporting evidence and does not correspond with historical documentation. Therefore, a commentator should pay attention not only to ʿĀṣim's reading but also to other reliable Qirāʾāt, and mentioning multiple exegetical possibilities based on well-known and authentic readings is regarded as an interpretive virtue in tafsīr.

Cite this article Akhtar Razavi. (2026). The Epistemological Foundations of Qur'anic Exegesis Related to Qirāʾāt

New Horizons in Quranic Studies, 1 (2), 99-125

CC BY
© The Author(s). **Publisher:** Al-Mustafa International University

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرائات سے متعلق تفسیری مبادیاتِ قرآن کی علمیاتی بنیادیں*

سید مجتبی اختر رضوی[1]

CC BY

اشاریہ

مبادی تفسیر کا موضوع تفسیر کے علم میں ایک اہم مسئلہ ہے جس پر قدیم زمانے سے علماء کی توجہ رہی ہے اور موجودہ دور میں اس پر مزید غور وخوض کیا جارہا ہے۔ تفسیر کے بعض مبادی قرائات کے علم سے جڑے ہوئے ہیں۔ واضح ہے کہ مفسر کو تفسیر میں داخل ہونے سے پہلے اس میدان میں ایک نظریہ پر پہنچنا ضروری ہے اور تفسیر کو اسی بنیاد پر قائم کرنا چاہیے۔ یہ تحریر تفسیر کے ان مبادی کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی ہے جن کا تعلق قرائات قرآن سے ہے اور توصیفی تجزیاتی طریقے سے تین مبادی پر غور کرتی ہے: قرائات قرآن کا متواتر ہونا، قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا، اور حجیت کا ایک ہی قرائت پر انحصار۔ تحقیق کے نتائج سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تواتر قرائات کا دعویٰ قابل قبول نہیں ہے، لہذا یہ قرآن کی تفسیر کے لیے ایک صحیح بنیاد نہیں بن سکتا۔ نیز، سات حروف پر نازل ہونے والی احادیث، شیعہ منابع میں غیر معتبر ہونے کے علاوہ اہل سنت کی منابع میں بھی سندی اعتبار سے مشکوک ہیں اور دلالتی طور پر بھی مبہم ہیں، اور صرف مختلف لہجوں کے مفہوم میں قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ، عاصم کی قرائت کی حجیت کا انحصار بھی مکفی مستندات سے خالی ہے اور تاریخی مستندات کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس لیے مفسر کو عاصم کی قرائت کے علاوہ دیگر معتبر قرائات پر بھی توجہ دینی چاہیے اور مشہور اور معتبر قرائات کی بنیاد پر متعدد تفسیری احتمالات کا ذکر کرنا ایک تفسیری حسن سمجھا جاتا ہے۔

کلیدی الفاظ: قرآن کی تفسیر کے مبادی، تواتر قرائات، سبعہ احرف کی احادیث (قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا)، قرائت واحدہ، حفص عن عاصم۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۸/۲۰ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱۰/۲۲

۱. اسسٹنٹ پروفیسر و فیکلٹی ممبر، شعبۂ علوم و فنونِ قرائات، قرآن و حدیث ہائر ایجوکیشن سینٹر، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی.
(seyedmojtaba_akhtarrazavi@miu.ac.ir).

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تمہید

قرآن کی قرائتیں اور قرآن کے پڑھنے کے مختلف طریقوں پر بحث، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے ہی شروع ہو چکی ہے۔ تاریخ اسلام میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، اور "قرائات کی اقسام اور ان کی حجیت" کا موضوع قرآن کی تاریخ اور علوم قرآن کے مباحث میں شمار ہوتا ہے؛ خاص طور پر یہ کہ قرآن کے قاریوں نے (سبعہ عشرہ وغیرہ) قرائات پر توجہ دی ہے، اور ان کے اختلافات عوام میں پھیل جاتے تھے (رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷ش: ۳۷۶)۔ حتی کہ نماز میں حمد اور سورہ پڑھنے کے بارے میں فقہی مباحث میں بھی اس موضوع پر فتاویٰ صادر کیے گئے ہیں (طباطبائی یزدی، ۱۴۱۹ق: مسئلہ ۵۷-۵۸)۔ جیسا کہ علم اصول الفقہ میں بھی یہ موضوع زیر بحث آتا ہے (قمی، ۱۳۷۸ق: ۴۰۹)۔ لیکن سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ قرآن کی قرائات کا تفسیر سے کیا تعلق ہے، مفسر کو تفسیر میں جانے سے پہلے ایک سلسلہ مبادی، عام اور خاص دونوں، اختیار کرنا ضروری ہے اور تفسیر کو ان بنیادیات پر قائم کرنا چاہیے۔ اسی طرح، مفسر کو قرائات کے بارے میں بھی اپنی رویکرد کو معین کرنا ہوگا۔ اس میدان میں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ تفسیر میں قرائات کی حجیت کیا ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟ یعنی یہ کہ کون سی قرائات تفسیر کی بنیاد بن سکتی ہیں اور کیا تمام سات مشہور قرائات اور دیگر قرائات تفسیر کے لیے حجت ہیں؟ اس مقالے میں قرائی تفسیر کے تین مبادی کا ذکر کیا جائے گا۔

سابقہ تحقیقات

تفسیر کے علم اور اس سے وابستہ علوم کے مباحث حالیہ دور میں خاص نظم و ضبط حاصل کر چکے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مبادی، قواعد، اور تفسیر کے مسائل کو الگ الگ موضوعات کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے تفسیر کے مبادی یا مبانی پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، جیسے کہ "مبانی تفسیر قرآن" سید رضا مؤدب کی تالیف؛ "منطق تفسیر قرآن" (۱) محمد علی رضائی اصفہانی کی تالیف؛ "مبانی و قواعد تفسیر" عباس علی عمید زنجانی کی تالیف؛ "مبانی و قواعد تفسیر" محمد کاظم شاکر کی تالیف۔ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ ان کتابوں کے علاوہ، تفسیر کے مبانی پر متعدد کتابیں، تحقیقی مضامین اور مقالے لکھے گئے ہیں۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ سب عمومی طور پر تفسیر کے مبانی اور مبادی پر توجہ دیتے ہیں اور قرائی تفسیر کے مبادی پر کوئی مستقل بحث نہیں کرتے۔ تاہم، تواتر قرائات کے بارے میں جو اس مقالے میں ایک بحث ہے،

اس موضوع پر بھی متعدد آثار لکھے جا چکے ہیں۔ بہت سے مصنفین نے علوم قرآنی کی کتابوں میں، جیسے کہ زرکشی، سیوطی، خوئی، معرفت، قرائات کے مسئلے میں تواتر قرائات کا ذکر کیا ہے۔ حالیہ برسوں میں بھی متعدد مضامین نے اس مسئلے کا خاص طور پر جائزہ لیا ہے، جیسے کہ "تحقیقی پیرامون تواتر قرائات قرآن کریم" مہین شریفی اصفہانی کی تحریر، مجلّہ بینات (موسسہ معارف اسلامی امام رضا علیہ السلام) شمارہ ۲۱ بہار ۱۳۷۸؛ "بررسی انگارہ تواتر قرائات" سید رضا مؤدب اور علی رضا محمدی فرد کی تحریر، مجلّہ مطالعات قرائت قرآن شمارہ ۲ بہار و تابستان ۱۳۹۳؛ "بررسی دلایل تواتر قرائات رائج" سید محسن کاظمی کی تحریر، مجلّہ مطالعات قرائت قرآن شمارہ ۳ پاییز و زمستان ۱۳۹۳؛ "تواتر قرآن؛ حقیقت، محدودہ و زمینہ ہای روی آوردن بہ آن" مرتضی عرب اور مرتضی ایروانی کی تحریر، مجلّہ کتاب قیم شمارہ ۱۴ بہار و تابستان ۱۳۹۵۔

اس مقالے میں ایک اور بحث "قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا" ہے، جس پر بھی متعدد کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں، جن میں سے کچھ اہم آثار یہ ہیں: الف: کتابیں: "الاحرف السبعہ للقرآن" ابو عمرو الدانی؛ "رسالۃ ابن تیمیۃ فی الاحرف السبعۃ" تقی الدین احمد بن تیمیۃ؛ "شرح حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف"؛ "الکلمات الحسان فی الحروف السبعۃ و جمع القرآن" محمد بخیت مطیعی؛ "نزول القرآن علی سبعۃ احرف" مناع القطان؛ "الاحرف السبعہ و منزلۃ القرائات منہا" حسن ضیاء الدین عتر؛ "الاحرف السبعۃ و ارتباطہا بالقرائات" فتحی بن طیب خماسی؛ "الرؤیۃ الاستشراقیۃ للأحرف السبعۃ والقراءات القرآنیۃ" رجب عبد المرضی عامر؛ "الاحرف القرآنیۃ السبعۃ" عبد الرحمٰن المطرودی؛ "القراءات و الاحرف السبعۃ" محمد فہد خاروف؛ "ام حبیبۃ، الاحرف السبعۃ والقرائات السبع" سید رضا مؤدب۔ ب: مضامین: "نگاہی نو بہ روایات نزول قرآن بر ہفت حرف" غلامحسین اعرابی کی تحریر؛ مجلّہ مطالعات تاریخی قرآن و حدیث، شمارہ ۱۹ تابستان ۱۳۷۸؛ "زمینہ ہای صدور روایات احرف سبعہ" محسن رجبی کی تحریر؛ مجلّہ مطالعات اسلامی شمارہ ۷۲ تابستان ۱۳۸۵؛ "حدیث «سبعۃ احرف» در محک عقل و نقل" سید محمد فتحی کی تحریر؛ مجلّہ: سفینہ شمارہ ۲۱ زمستان ۱۳۸۷؛ "نظریہ ای جدید در بارہ نزول قرآن بر ہفت حرف" غلامحسین اعرابی کی تحریر؛ مجلّہ پژوہش نامہ قرآن و حدیث شمارہ ۹ پاییز و زمستان ۱۳۹۰؛ "بررسی شواہد متنقلہ بودن روایت سبعہ احرف" سید رضا مودب اور کامران اویسی کی تحریر؛ مجلّہ لسان صدق پاییز ۱۳۹۱؛ "بررسی روایات «احرف سبعہ» در میراث روائی إمامیہ" محمود کریمی اور محسن دیمہ کار کی تحریر؛ مجلّہ علوم حدیث تابستان ۱۳۹۳؛ "بازخوانی روایات جمع قرآن بر پایۂ حدیث نزول

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرآن بر ہفت حرف" سید کاظم طباطبایی اور محسن رجبی قدسی کی تحریر؛ مجلّہ مطالعات فہم حدیث، پاییز و زمستان ۱۳۹۳۔

مفہوم شناسی

مقدمہ

اصل بحث میں داخل ہونے سے پہلے اس مقالے کے کلیدی الفاظ کی وضاحت اور ان کے دقیق معانی پر غور کرنا مناسب ہے۔ اس میں تین اہم اصطلاحات کا جائزہ لیا جائے گا: مبنا، قرائت، اور تفسیر۔

مبنا

مبنا لغت میں "کسی چیز کا مقام، بنیاد، شالودہ، اور اساس" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (معین و دہخدا، ذیل مادہ مبنا)۔

لیکن اصطلاحی طور پر، مبناہر علم کے تصوراتی اور تصدیقی اصولوں سے مراد ہے جن کا علم حاصل کرنا اور ان کی تعریف اور نظریہ کا انتخاب کرنا اس علم میں داخل ہونے سے پہلے ضروری ہے (رضائی اصفہانی، منطق تفسیر قرآن ا، ۱۳۸۷ش: ۱۷)۔

قرائت

قرائت "قرأ" کے مادے سے ہے جس کا مطلب ہے "پڑھنا"۔ کتاب العین میں واضح کیا گیا ہے کہ "قرائت" کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب پڑھائی لکھے ہوئے متن سے کی جائے (فراہیدی، ۱۴۱۰ق: ۲۰۴/۵)۔

راغب اصفہانی نے بھی قرائت کا مطلب حروف اور الفاظ کو جمع کرنے اور ضمیمہ کرنے کے طور پر بیان کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ ہر جمع کرنے کو "قرأت" نہیں کہتے، اور ایک حرف کی تنہا ادائیگی کو بھی قرائت نہیں کہتے (اصفہانی، ۱۴۱۲ق: ۶۶۹)۔

جوہری نے بھی اسے جمع کے معنی میں لیا ہے اور ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ "قرآن کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ متعدد سورتوں کو جمع کرتا ہے" (جوہری، ۱۴۲۹ق: ۸۴۵)۔ ابن منظور نے بھی جوہری کے نظریے کا ذکر کیا ہے (ابن منظور، ۱۴۱۴ق: ۱۲۸/۱)۔

ایسا لگتا ہے کہ اس لفظ کا جامع معنی "جمع" ہے، جو مختلف استعمالات کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرائت کی اصطلاح

زرکشی نے قرائات کی تعریف یوں کی ہے: "قرائات وہ اختلاف ہیں جو وحی کے الفاظ اور عبارات میں تحریر یا حروف کی کیفیت جیسے تخفیف اور تثقیل وغیرہ کے حوالے سے ہیں، جو قراء کی طرف سے نقل کی گئی ہیں" (زرکشی، ۱۴۱۰ق: ۴۶۵/۱)۔

دوسرے الفاظ میں، زرکشی نے قرائات کو ان کلمات میں اختلاف کے حوالے سے دیکھا ہے۔ اس کے برعکس، ابن جزری نے قرائات کی تعریف کو وسیع تر رکھا ہے اور کہا ہے: "قرائات، قرآن کے کلمات کی ادائیگی کی کیفیت اور اس میں اختلاف کا علم ہے، جو ناقل کے حوالے سے ہے" (ابن جزری، ۱۴۲۸ق: ۱۹)۔

دمیاطی نے قرائات کی تعریف یوں بیان کی ہے: "قرائات ایک علم ہے جس کے ذریعے کتاب الٰہی کے ناقلین کے حذف و اثبات، حرکات و سکنات اور دیگر امور جو تلفظ یا حروف کی تبدیلی کے طریقے سے متعلق ہیں، معلوم ہوتے ہیں" (دمیاطی، ۱۴۲۲ق: ۶)۔

ڈاکٹر محمد سالم محیسن نے قرائات کی تعریف یوں کی ہے: "قرآن کریم کے کلمات کی ادائیگی کی کیفیت کا علم، جو تخفیف، تشدید اور وحی کے الفاظ میں اختلاف سے متعلق ہے" (محیسن، ۱۴۱۳ق: ۴۵/۱)۔

مرحوم علامہ معرفت نے قرائت کے اصطلاحی معنی کے بارے میں لکھا ہے:

"قرائت، قرآن کریم کی تلاوت اور پڑھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور اصطلاحاً اس تلاوت کو کہتے ہیں جو خاص خصوصیات رکھتی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قرآن کی تلاوت اس طرح کی جائے کہ وہ وحی کے متن کی عکاسی کرے اور معروف قاریوں میں سے کسی ایک کے اجتہاد پر مبنی ہو، جو علم قرائت میں طے شدہ اصولوں پر قائم ہو، تو یہ قرآن کی قرائت ہے" (معرفت، ۱۳۸۶ش: ۱۸۲)۔

قرائات کی تعریفات کا جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم قرائات اس بات کا متولی ہے کہ قرآن کے کلمات کی ادائیگی کی کیفیت کیا ہے، جو معروف قاریوں کی طرف سے ہمیں پہنچی ہے۔

تفسیر

راغب اصفہانی نے تفسیر کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "التفسیر فی المبالغة کالفسر" یعنی یہ مادہ تفعیل، ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے، لیکن تفسیر میں "فَسَرَ" کے مقابلے میں مبالغہ موجود ہے۔ وہ "فَسَرَ" کا معنی

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

یوں بیان کرتا ہے: "اظهار المعنى المعقول" یعنی ایک معقول معنی کا انکشاف، پردہ اٹھانا اور ظاہر کرنا (مادہ سفر کے مقابلے میں جو محسوس چیز کے پردہ اٹھانے کو کہتے ہیں) (راغب، ۱۴۱۲ق: ۶۳۶)۔

تفسیر کی اصطلاح

تفسیر کے اصطلاحی معنی کے بارے میں متعدد تعاریف کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک مختصر تعریف مرحوم آیت اللہ العظمی خوئی (رحمت اللہ علیہ) کی ہے، جو فرماتے ہیں: "التفسیر هو ایضاح مراد الله من کتابه العزیز" (خوئی، ۱۴۱۸ق: ۳۹۷)۔ تفسیر، خداوند متعال کی کتاب عزیز قرآن سے مراد کی وضاحت اور توضیح ہے۔ اسی موضوع پر مرحوم آیت اللہ معرفت (رحمت اللہ علیہ) لکھتے ہیں: "تفسیر کی اصطلاح میں مفسرین کے نزدیک یہ لفظ اس لفظ کی ابہام کو دور کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جو مشکل اور دشوار ہو اور جو معنی کی منتقلی میں ناکافی ہو" (معرفت، ۱۳۷۹ش: ۱/۱۷)۔ علامہ طباطبائی نے علم تفسیر کی تعریف یوں کی ہے: "هو بیان معانی الآیات القرآنیة والکشف عن مقاصدها و مدالیلها" (طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن، ۱۳۷۴ش: ۱/۴)۔ تفسیر، قرآن کی آیات کے معانی کی وضاحت اور ان کے مقاصد اور دلالتوں کا انکشاف کرنے کا عمل ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ تفسیر کا مقصد خدا کی مراد کی وضاحت اور قرآن کی آیات کے معانی کے ابہام کو دور کرنا اور ان کے مقاصد کو واضح کرنا ہے۔

مبانی قرائی تفسیر

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے، تفسیر کے بعض مبانی قرائات کے علم سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس مضمون میں قرائی تفسیر کے تین مبانی پر بحث کی جائے گی۔ پہلا مبنا تواتر قرائات ہے، دوسرا نزول قرآن بر ہفت حرف ہے، اور تیسرا قرآن کی ایک ہی قرائت کا معتبر ہونا ہے۔ یہ واضح ہے کہ مفسر کا ہر ایک ان تین مبادی میں نقطہ نظر اس کے قرآن کی آیات کی تفسیر پر ایک فیصلہ کن کردار ادا کرے گا۔

پہلی بحث: قرائات قرآن کا متواتر ہونا

کچھ مسلمان قرائات ہفتگانے اور یہاں تک کہ دہم گانے کو متواتر سمجھتے ہیں۔ تاہم، اصل مسئلے پر جانے سے پہلے، ضروری ہے کہ اصطلاح "تواتر" کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس کا معنی اور مفہوم واضح ہو سکے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تواتر کی لغوی تعریف

تواتر "وتر" کے مادے سے ہے۔ خلیل نے عدد فرد، طریقہ، اور تسلسل کو "وتر" کے لیے ذکر کیا ہے (فراہیدی، العین، ۱۴۱۰اق: ۱۳۲/۸)۔ ابن فارس نے بھی "وتر" کو عدد طاق اور قوس کے معنی میں لیا ہے اور "وتیرہ" کو کسی چیز پر تسلسل کا معنی دیا ہے (رازی، ۱۴۰۴اق: ۸۴/۶)۔ راغب اصفہانی نے تواتر کو کسی چیز کے پے در پے آنے کے معنی میں بیان کیا ہے (اصفہانی، ۱۴۱۲اق: ۸۵۳)۔ ابن منظور نے "تواتر" کو ایک کے بعد ایک آنے کے معنی میں ذکر کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ تواتر تب ہی صحیح ہے جب پے در پے آنا تھوڑی دیر کے وقفے کے ساتھ ہو، ورنہ اگر یہ پے در پے ہو بغیر کسی وقفے کے تو اسے تواتر نہیں کہا جائے گا (ابن منظور، ۱۴۱۴اق: ۲۷۵/۵)۔ طریحی نے بھی یہی بات بیان کی ہے اور مزید کہا ہے کہ اگر آنے میں وقفہ ہو تو اسے "مدارک" اور "مواصل" کہا جاتا ہے (طریحی، ۱۴۱۶اق: ۵۰۸/۳)۔ فیومی نے ازہری سے نقل کیا ہے کہ "وتیرہ" کا معنی ہمیشہ اور تسلسل ہے، اور اس لفظ کو "تواتر" سے لیا گیا ہے، اور لکھا ہے: "تواترت الخیل" کا مطلب ہے کہ گھوڑے ایک کے بعد ایک آتے ہیں (فیومی، تاریخ ندارد: ۶۴۷/۲)۔

تواتر کی اصطلاحی تعریف

شہید ثانی نے تواتر کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی ہے کہ "ایک روایت کے راویوں کی تعداد اس حد تک پہنچ جائے کہ ان کا جھوٹ بولنا ناممکن ہو، اور یہ خصوصیت تمام طبقات میں ہونی چاہیے" (عاملی، ۱۴۱۴اق: ۱۲)۔

شیخ بہایی نے بھی الوجیزہ میں کہا ہے کہ "خبر کا سلسلہ سند اس حد تک پہنچ جائے کہ اس میں جھوٹ پر اتفاق ممکن نہ ہو، تو یہ متواتر ہوگا اور یہ یقین حاصل کرنے کا موجب بنے گا" (بہایی عاملی، ۱۳۹۶اق: ۴)۔

فخر رازی نے لکھا ہے: "تواتر کی اصطلاح علماء کے نزدیک اس خبر کو کہتے ہیں جو گروہوں کی طرف سے ہو، جو اس حد تک پہنچ جائے کہ اس کے کہنے کا علم حاصل ہو" (رازی، ۱۴۲۰اق: ۹۰۲/۳)۔

اس طرح، تواتر کا مفہوم یہ ہے کہ "کثرت سے اور پے در پے نقل کی جانے والی چیزیں، جن کے ناقلین کی تعداد اس حد تک ہو کہ یقین حاصل ہو سکے، کو تواتر کہتے ہیں، اور جو بھی اس طرح نقل ہو اور دوسروں تک پہنچے، اسے متواتر کہا جاتا ہے"۔ اس کے مقابلے میں "خبر واحد" ہے، جو ایسی خبر ہے جس کے ناقلین اس حد تک نہیں پہنچتے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تین اصطلاحات میں تفریق

کچھ ماہرین نے ایک نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ تین اصطلاحات میں تفریق ضروری ہے:

۱. **قرآن**: یہ الفاظ ہیں جن میں معانی ہیں، جو خداوند متعال کی طرف سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں اور انہوں نے لوگوں کو پڑھ کر سنائے، اور یہ نسل در نسل متواتر ہم تک پہنچے ہیں۔

۲. **قرائات قرآن**: وہ طریقے ہیں جن سے قاریوں نے تاریخ میں قرآن کو پڑھا ہے، اور جو ہمیں نقل کیے گئے ہیں، جن میں سب سے مشہور قرائات سبعہ ہیں۔

۳. **مکتوب قرآن**: وہ خط ہے جس کے ذریعے قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لکھا گیا، پھر خلیفہ سوم کے دور میں ہمسان بنایا گیا، اور تاریخ میں خط کوفی اور نسخ وغیرہ کے طریقے میں جزئی تبدیلیاں آئیں، اور وقت کے ساتھ ترقی کی اور نقطہ گذاری اور اعراب گذاری کی گئی (رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷ش: ۱/۷۷۳)۔

تواتر قرآن

تواتر قرائات پر جانے سے پہلے ضروری ہے کہ تواتر قرآن کا ذکر کیا جائے اور تواتر قرائات کو تواتر قرآن سے جدا کر کے دیکھا جائے۔ تمام مسلمان، باوجود مختلف فکری اور عقیدتی اختلافات کے، اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کی ثابت ہونے کا راستہ صرف تواتر ہی ہے، اور قرآن مجید صرف تواتر اور کثرت سے نقل کیے جانے کے ذریعے ثابت ہوا ہے، اور اس کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ مرحوم امام خمینی قرآن کو نہ صرف متواتر بلکہ تواتر کی حد سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ "دنیا میں کم ہی چیزیں ہیں جو اس حد تک ثابت ہوں" (خمینی، ۱۴۲۱ق: ۱/۲۴۹)۔

مرحوم آیت اللہ خوئی کا کہنا ہے کہ "قرآن اسلام کی بنیاد اور نبوت کی آسمانی معجزہ ہے، اس لیے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اور اس کے نقل کرنے کی وجوہات بہت زیادہ ہیں۔" ان کا کہنا ہے کہ "ہر ایسی خبر جو اس قدر اہمیت رکھتی ہو، اس کے نقل کرنے کی وجوہات زیادہ ہوں گی، تو وہ کثرت سے نقل ہو گی اور تواتر تک پہنچے گی" (خوئی، البیان فی تفسیر القرآن، ۱۴۱۸ق: ۱۲۳)۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

علامہ جعفر مرتضی عاملی نے بھی اس روایت کو رد کیا ہے جو ابو بکر کے دور میں قرآن کے جمع کرنے کے بارے میں ہے، اور کہتے ہیں کہ "دو آیات انتہائی سورہ توبہ صرف ابوخزیمہ انصاری کے پاس ملی تھیں"۔ وہ اس بات کو تواتر قرآن کے خلاف سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "جو بھی چیز تواتر سے ثابت نہیں ہوتی، وہ قرآن کا حصہ نہیں ہو سکتی" (عاملی، ۱۳۷۷ش: ۸۶)۔

بہت سے دوسرے علماء نے بھی تواتر قرآن کو تسلیم کیا ہے۔ مرحوم آیت اللہ فانی اصفہانی نے اپنی کتاب میں قرآن کو متواتر ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ "کم ہی چیزیں ملتی ہیں جو قرآن کی طرح اعلیٰ تواتر کی سطح پر ہوں" (فانی اصفہانی، ۱۴۱۱ق: ۷۸)۔

مرحوم علامہ معرفت کا کہنا ہے کہ "کسی مسلمان کو قرآن کے تواتر میں شک نہیں ہے، اور قرآن ہر سورہ، آیت، اور حتی کہ ہر لفظ میں قطعی متواتر ہے" (معرفت، ۱۴۱۵ق: ۷۶/۲)۔

اس طرح، قرآن کی آیات کا ثابت ہونا صرف تواتر اور کثرت سے نقل کرنے کے ذریعے ممکن ہے۔

قرائات قرآن کے تواتر کے قائلین

قرائات سبع کے بارے میں مختلف آرا اور نظریات پیش کیے گئے ہیں۔

کچھ اہل سنت کے علماء کا خیال ہے کہ تمام سات قرائتیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متواتر پہنچتی ہیں، اور پیغمبر اسلام نے ان قرائتوں کے ساتھ قرآن پڑھا ہے۔

بعض علماء نے اس عقیدے کو معروف اور مشہور سمجھا ہے، جیسے کہ سبکی، سرخیسی، اور نووی نے ساتوں قرائتوں کو متواتر مانا ہے (سبکی، ۱۴۲۰: ۲۹۹/۱)۔ صاحب مناہل العرفان نے بھی تواتر قرائات عشرہ کو دلائل کے مطابق سمجھا ہے (زرقانی، تاریخ ندارد: ۴۲۸)۔

قرائات قرآن کے تواتر کے منکرین

شیعہ میں مشہور عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرائتیں متواتر نہیں ہیں اور ان کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنا قطعی نہیں ہے، بلکہ بعض قرائتیں قاریوں کی جانب سے اجتہاد کی صورت میں ہیں، اور کچھ دیگر "خبر واحد" کی صورت میں نقل کی گئی ہیں۔

اس موضوع پر بہت سے علماء نے دلائل پیش کیے ہیں، جیسے کہ شیخ انصاری، صاحب جواہر، علامہ بلاغی، امام خمینی، آیت اللہ خوئی، اور دیگر علما۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرائات کے متواتر ہونے کے دلائل

تواتر قرائات کے قائلین نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے مختلف دلائل پیش کیے ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۱. **اجماع**: متواتر ہونے کا عقیدہ اجماعی ہے اور تمام مسلمان مختلف ادوار میں اس پر متفق رہے ہیں۔

۲. **قرآن کا متواتر ہونا**: اگر قرائتیں متواتر نہیں ہیں تو قرآن بھی متواتر نہیں ہو سکتا، اور یہ باطل ہے۔

۳. **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی خاص توجہ**: صحابہ اور مسلمانوں کی قرآن کے بارے میں خاص توجہ، تمام قرائتوں کے متواتر ہونے کا سبب بنتی ہے۔

قرائات کے متواتر نہ ہونے کے دلائل

کچھ علماء نے تواتر قرائات کے خلاف مختلف دلائل پیش کیے ہیں، جیسے کہ:

۱. **تواتر کا دعویٰ بے بنیاد**: متواتر ہونے کے لیے کوئی معتبر دلیل نہیں ہے۔

۲. **اجتہاد کا اثر**: قاریوں کے اجتہاد کی وجہ سے مختلف قرائتیں وجود میں آئیں۔

۳. **سندی اشکالات**: بعض قرائتیں صرف چند مخصوص افراد کی طرف منسوب ہیں، جو تواتر کو ختم کرتی ہیں۔

۴. **محتوائی اشکالات**: کچھ قرائتیں عربی زبان کے قواعد کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہیں۔

نتیجہ

مجموعی طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ تواتر قرائات کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں کیا جا سکتا، اور یہ مختلف اشکالات کے ساتھ مل کر قرآن کی متعدد قرائات کی تفسیر کے لیے ایک درست بنیاد نہیں بن سکتا۔ دوسرے الفاظ میں، مفسر اپنے تفسیر میں تواتر کی بنیاد پر مختلف قرائات کا حوالہ نہیں دے سکتا۔

دوسری بحث: بر سات حروف پر قرآن کا نزول

شیعہ اور اہل سنت کے روایتی ورثے میں متعدد روایات ملتی ہیں جو قرآن کے نزول کے سات حروف کا ذکر کرتی ہیں۔ حدیثی مبانی میں فرق کی بنا پر، ان روایات کا تجزیہ دو زاویوں سے کیا جانا چاہیے۔

منظر اول: شیعی مصادر میں روایات سبعہ احرف

شیعہ منابع میں ان احادیث کو کئی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا گروہ: وہ روایات جو قرآن کے سات حروف کے نزول کو رد کرتی ہیں۔ مثلاً امام باقر علیہ السلام کی روایت ہے: "یقیناً قرآن ایک ہے اور یہ یکتائی سے نازل ہوا ہے، لیکن اختلاف راویوں کی طرف سے پیدا ہوتا ہے" (کلینی، ۱۳۶۵ش: ۶۳۰/۲، باب النوادر، ح۱۲)۔ اسی طرح امام صادق علیہ السلام کی ایک روایت بھی ہے جس میں فرمایا گیا: "دشمنان خدا جھوٹ بولتے ہیں! قرآن ایک حرف پر نازل ہوا ہے، خداوند یکتائی کی طرف سے" (کلینی، ۱۳۶۵ش، ح۱۳)۔

دوسرا گروہ: وہ روایات جو امت رسول اللہ ﷺ کے لیے قرآن کی قرائت میں وسعت اور آسانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ شیخ صدوق کی روایت کے مطابق، پیغمبر خدا ﷺ نے خدا سے درخواست کی کہ امت کو وسعت دے، پھر کئی بار درخواست کرنے پر حکم آیا کہ قرآن کو سات حروف میں پڑھا جائے (صدوق، ۱۴۰۳ق: ۳۵۸/۲)۔

تیسرا گروہ: وہ روایات جو آیات کے بطون کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً حماد بن عثمان کی روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے، اور کم از کم امام کے لیے یہ ہے کہ وہ سات طریقوں سے فتویٰ دے" (صدوق، ۱۴۰۳ق: ۳۵۸/۲)۔

چوتھا گروہ: وہ روایات جو قرآن کی آیات کو سات اقسام میں تقسیم کرتی ہیں، جیسے امر، زجر، تشویق، دھمکی، جدل، قصص، اور مثل (مجلسی، ایضاً: ۹۷/۹۰)۔

پانچواں گروہ: روایات جو بغیر کسی وضاحت کے صرف قرآن کے سات حروف پر نزول کا ذکر کرتی ہیں (سبزواری، ۱۴۱۳ق: ۶۲/۵)۔

روایات کی سند اور دلالت کا تجزیہ

ان روایات کا جائزہ لینے پر واضح ہوتا ہے کہ صرف وہ روایت جو دوسرے گروہ میں ذکر کی گئی ہے، قرائات کی اعتباریت کے لیے قابل استناد ہے۔ کیونکہ پانچویں روایت میں "سبعہ احرف" کا مطلب واضح نہیں ہے، اس لیے دوسرے سے چوتھے گروہ کی روایات کو اس کی وضاحت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تیسرے گروہ کی روایات، قرآن کی متعدد وجوہات کی طرف اشارہ کرتی ہیں، جبکہ چوتھے گروہ کی روایات آیات کی نوعیت کے لحاظ سے سات اقسام کی تقسیم کرتی ہیں، اور "حرف" کا استعمال ہر قسم کے لیے کیا گیا ہے۔

دوسرے گروہ کی روایت جو قرائات کی اعتباریت کو ثابت کرنے کا دعویٰ کرتی ہے، اس کے بارے میں چند نکات قابل ذکر ہیں:

سند کی کمزوری: شیعہ رجال کے مطابق، اس روایت کی سند کمزور ہے، جیسا کہ علامہ مجلسی، میرزای قمی، آیت اللہ خوئی، آیت اللہ سبزواری، اور دیگر نے اس پر اعتراض کیا ہے (ر.ک: مؤدب، نزول قرآن و رؤیای ہفت حرف، ۱۳۷۸ش: ۲۴۱)۔

معنی کا تعارض: اس روایت کا معنی پہلی گروہ کی صحیح روایات سے متعارض ہے (سبزواری، ایضاً: ۳۳۱/۶)۔

اہل سنت کے ساتھ ہم آہنگی: چونکہ یہ روایت اہل سنت کے نظریات کے ساتھ ہم آہنگ ہے، اس لیے بعض علماء اسے تقیہ کے تحت سمجھتے ہیں (ر.ک: مؤدب، ایضاً)۔

پہلی حدیثی کتب میں عدم موجودگی: یہ روایت کسی بھی ابتدائی شیعہ حدیثی کتاب میں نہیں ملتی، بلکہ صرف کتاب الخصال میں موجود ہے، اور شیخ صدوق خود اس روایت کو قبول نہیں کرتے (صدوق، ۱۴۱۴ق: ۸۶)۔

قرائت کی وضاحت: یہ روایت سات حروف کی قرائت کی وضاحت کرتی ہے، نزول کی نہیں۔

علماء کا انکار: امامیہ کے علماء نے اس روایت کو رد کیا ہے، اور بعض اسے جعلی سمجھتے ہیں (ر.ک: مؤدب، ایضاً: ۲۵۳-۲۶۳)۔

مختلف لہجات: اگر اس روایت کو قبول بھی کر لیا جائے، تو اسے مختلف لہجات پر منطبق کرنا چاہیے (معرفت، ۱۴۱۸ق: ۸۷/۲)۔

منظر دوم: اہل سنت منابع میں روایات سبعہ احرف

اہل سنت کی منابع میں قرآن کے سات حروف کے نزول کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں، جن میں کچھ ایک حرف پر قرآن کی تلاوت کا ذکر کرتی ہیں، جبکہ بعض دیگر مختلف قرائتوں کی توثیق کرتی ہیں۔ ان روایات کی تعداد کئی عشرات تک پہنچتی ہے (مثلاً طبری نے اس موضوع پر ۶۰ سے زائد روایات نقل کی ہیں)۔

علماء اہل سنت کے اقوال

علماء اہل سنت نے سات حروف کے معنی کے بارے میں مختلف اقوال پیش کیے ہیں، جن کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے (سیوطی، ایضاً: ۱/۱۷۲)۔

بعض کہتے ہیں کہ سات حروف سے مراد مترادف الفاظ ہیں، جیسے "ہلم"، "تعال"، "اقبل"، وغیرہ۔

بعض دیگر ان حروف کو آیات کی مختلف اقسام، جیسے زجر، امر، حلال، حرام، وغیرہ کے حوالے سے سمجھتے ہیں۔

نقد و بررسی مجموعی طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ سات حروف کی روایات ہر طبقات میں متواتر نہیں ہیں، اور ان میں تعارض اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض روایات کی سند خود اہل سنت کے علماء کے نزدیک بھی کمزور ہے۔

یہ احادیث ان روایات کے ساتھ بھی متعارض ہیں جو قرآن کے پانچ، تین، یا ایک حرف پر نزول کی بات کرتی ہیں۔

اگرچہ ان احادیث کی صحت کی صورت میں بھی، ان کا مطلب مختلف لہجات ہو سکتا ہے، لیکن یہ قرآن کے نزول کے مختلف طریقوں کی طرف اشارہ نہیں کرتا، بلکہ یہ ان لوگوں کے لیے سہولت فراہم کرنے کا ایک طریقہ ہو سکتا ہے جو مختلف لہجات کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں۔

اس لیے، یہ کہنا کہ قرآن کے سات حروف کی روایات تفسیر کی بنیاد ہیں، قابل قبول نہیں۔ کچھ افراد کا یہ کہنا کہ مختلف قرائتیں مختلف آیات کی طرح ہیں، یہ بھی درست نہیں۔

تیسری بحث: صرف ایک ہی قرائت کا معتبر ہونا

بعضی ماہرین کا خیال ہے کہ قرآن کی صحیح اور معتبر قرائت صرف ایک ہی ہے، اور باقی تمام قرائات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں، قرآن کی تفسیر صرف ایک ہی قرائت پر مبنی ہو سکتی ہے، اور دوسری قرائات کا استعمال تفسیر میں صحیح نہیں ہوگا۔ زیادہ تر یہ افراد خاص طور پر قرائت عاصم، جو کہ حفص کی روایت کے ساتھ ہے، اسی کو واحد معتبر قرائت سمجھتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر شیعہ علما میں علامہ محمد جواد بلاغی کے ذریعے پیش کیا گیا (بلاغی، ۱۴۲۰ق: ۱/۲۹) اور بعد میں علامہ معرفت کے ذریعے زیادہ مشہور ہوا (معرفت، ۱۳۸۶ش: ۲۴۶)۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ایک ہی قرائت کے معتبر ہونے پر اہم دلائل

اس نظریے کے حامیوں نے اپنے دعوے کی تائید کے لیے متعدد دلائل پیش کیے ہیں، جن میں سے ایک مشہور روایت ہے: «اقرءوا كما يقرأ الناس» (کلینی، ۱۳۶۵ش: ۶۳۳/۲)۔ مرحوم آیت اللہ معرفت اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو لوگوں کے درمیان رائج ہے، اور یہ پیغمبر ﷺ سے وراثت میں ملی ہے، نہ کہ وہ جو قاریوں کے درمیان موجود ہے اور ان کے اجتہادات کا نتیجہ ہے۔ اس لیے جو چیز معتبر ہے اور شرعی حجت رکھتی ہے، وہ قرائت ہے جو عوام کے درمیان رائج اور عمومی ہے، اور یہ ہمیشہ ثابت اور بغیر اختلاف کے رہی ہے (معرفت، ۱۳۸۶ش: ۲۴۶)۔

علامہ عسکری بھی ان روایات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان روایات کی بنا پر انسان کو تمام نقل کردہ قرائات سے پرہیز کرنا چاہیے اور صرف قرآن کو اسی طرح پڑھنا چاہیے جیسے عام مسلمان پڑھتے ہیں (عسکری، ۱۴۱۶ق: ۲۶۷/۲)۔

دیگر دلائل میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی قرآن کی قرائت کی اہمیت بھی شامل ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی قرائت جو مسلمانوں کے درمیان باقی رہی، وہ حفص کی عاصم کی قرائت ہے (بابایی و دیگران، ۱۳۸۸ش: ۷۵)۔

ان دلائل کا تجزیہ

اس نظریے پر اہم ترین نقد یہ ہے کہ یہ افراد ایک پیش فرض پر مبنی ہیں، یعنی یہ کہ عاصم کی حفص کی قرائت کی تاریخ میں رواج موجود ہے، جو کہ ثابت نہیں ہے۔ ایک قرائت کے رواج کے لیے تاریخی مستندات کی ضرورت ہے، اور یہ نظریہ اس میں ناکام ہے۔ تاریخی رپورٹیں اس دعوے کے خلاف ہیں۔

تاریخی طور پر، قرائات کا اختلاف صحابہ کے دور سے موجود تھا، یہاں تک کہ خلیفہ سوم نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے مصاحف کو ہمسان بنایا، لیکن یہ اقدام بھی اختلافات کو مکمل طور پر ختم نہیں کر سکا، بلکہ عثمانی مصاحف میں بھی کچھ چھوٹے اختلافات موجود تھے (سجستانی، ۱۴۲۳ق: ۱۴۴)۔

بعد کے ادوار میں، جب سات اور دس قاریوں کا وجود ہوا، تو کسی شہر میں جیسے بغداد میں قاریوں کی تعداد تین سو تک پہنچ جاتی تھی۔ ابن مجاہد نے اپنے وقت (چوتھی صدی) میں یہ رپورٹ دی کہ مدینہ کے لوگ نافع

کی قرائت، مکہ کے لوگ ابن کثیر کی، کوفہ کے لوگ حمزہ کی، بصرہ کے لوگ ابو عمرو کی، اور شام کے لوگ ابن عامر کی قرائت پڑھتے تھے (ابن مجاہد، ۱۴۰۰ق: ۶۳)۔

یہ صورت حال بعد کے قرون میں بھی جاری رہی، لیکن عاصم کی قرائت ابتدا میں شعبہ کی روایت کے ساتھ اور بعد میں حفص کی روایت کے ساتھ رواج پائی۔ آج بھی اسلامی دنیا میں سب لوگ ایک ہی قرائت پر متفق نہیں ہیں۔ اسلامی سرزمین کے کچھ حصوں میں نافع کی قرائت ورش، اور قالون کی روایت، اور کچھ جگہوں پر ابو عمرو بصری کی قرائت دوری کے ساتھ معمول ہے۔

ان تمام نکات کی بنیاد پر، قرآن کی تفسیر کے لیے ایک ہی قرائت کا انحصار درست نہیں ہے۔ ایک مفسر کو اپنی تفسیر کو صرف ایک قرائت پر مبنی نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ اسے دیگر معتبر اور مشہور قرائات پر بھی غور کرنا چاہیے۔

خاتمہ

اس تحقیق میں تین تفسیر قرآن کے تین اہم قرائی مبادی کا جائزہ لیا گیا، جن میں تواتر قرائات قرآن مجید کا متواتر ہونا، سات حروف پر قرآن کا نازل ہونا، اور ایک ہی قرائت کا معتبر ہونا شامل ہیں: ۔ اس تحقیق کے اہم نتائج درج ذیل ہیں:

۱. تواتر قرائات متعدد اشکالات کی بنا پر قرآن کی تفسیر کے لیے قابل قبول بنیاد نہیں ہو سکتی۔
۲. سات حروف پر قرآن کا نازل ہونے کی روایات بھی سندی اور دلالی اشکالات کی حامل ہیں اور بہت سے علماء نے ان پر تنقید کی ہے۔ اگر یہ احادیث قبول کی جائیں تو صرف لہجات کے اختلاف کے حوالے سے قابل قبول ہو سکتی ہیں۔
۳. لہجات کا اختلاف جو زیادہ تر قرائات میں پایا جاتا ہے، قرآن کے معانی پر اثر انداز نہیں ہوتا، اس لیے تفسیر میں بھی بے اثر ہے۔
۴. ان چند اختلافات کے بارے میں جو معانی میں فرق پیدا کرتے ہیں، یہ کہنا ضروری ہے کہ قرآن کا نص قطعی صرف ایک ہی ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۵. یہ ثابت نہیں ہے کہ تاریخ میں صرف ایک ہی قرائت رائج رہی ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ صرف عاصم کی قرائت یا حفص کی روایت معتبر ہے، قابل قبول نہیں۔

٦. مفسر کو چاہیے کہ وہ مشہور قرائات کا استعمال کرے اور ان کی بنیاد پر تفسیر پیش کرے، اور اگر قرائات میں معانی میں فرق پیدا ہوتا ہے تو مختلف احتمالات کو ذکر کرے، بغیر کسی قطعی نسبت کے۔ اس لیے، وہ تفاسیر جو قرائات کا لحاظ رکھتی ہیں، زیادہ مکمل ہوتی ہیں۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کتابیات

قرآن مجید

۱. ابن الجزری شافعی، ابوالخیر محمد بن محمد. (۱۴۲۸ق). منجد المقرئین و مرشد الطالبین. دار الکلم الطیب.
۲. ابن الجزری شافعی، ابوالخیر محمد بن محمد. (تاریخ ندارد). النشر فی القراءات العشر. دار الکتب العلمیة.
۳. ابن مجاہد، احمد بن موسی بن عباس. (۱۴۴۰ق). السبعة فی القرائات (چاپ دوم). المعارف.
۴. ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم. (۱۴۱۴ق). لسان العرب (چاپ سوم). دار الفکر للطباعة و النشر والتوزیع-دار صادر.
۵. ابوزہرة، محمد. (۱۴۱۸ق). المعجزة الکبری القرآن. دار الفکر العربی.
۶. ابو شامة مقدسی، شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل. (۱۴۲۴ق). المرشد الوجیز إلی علوم تتعلق بالکتاب العزیز. دار الکتب العلمیہ.
۷. احمد بن حنبل. (تاریخ ندارد). المسند. دار الصادر.
۸. اردبیلی، احمد بن محمد. (۱۴۰۳ق). مجمع الفائدة والبرہان فی شرح إرشاد الأذہان. دفتر انتشارات اسلامی.
۹. اسماعیل، شعبان محمد. (۱۴۲۰ق). القرائات احکامہا و مصدرہا (چاپ دوم). دار السلام.
۱۰. اصفہانی، حسین بن محمد راغب. (۱۴۱۲ق). مفردات إلفاظ القرآن (تحقیق: صفوان عدنان داودی). دار العلم-الدار الشامیة.
۱۱. انصاری دزفولی، مرتضی بن محمد امین. (۱۴۱۵ق). کتاب الطہارة. کنگرہ جہانی بزرگداشت شیخ اعظم انصاری.
۱۲. بابایی و دیگران. (۱۳۸۸ش). روش شناسی تفسیر قرآن کریم (چاپ چہارم). پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ.
۱۳. بابایی، علی اکبر. (۱۳۹۴ش). قواعد تفسیر قرآن. پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ.
۱۴. بخاری، محمد بن اسماعیل. (۱۴۰۱ق). الجامع الصحیح. دار الفکر.
۱۵. بلاغی نجفی، محمد جواد. (۱۴۲۰ق). آلاء الرحمٰن فی تفسیر القرآن. بنیاد بعثت.
۱۶. بہائی عاملی، محمد بن حسین بن عبدالصمد. (۱۳۹۶ق). الوجیزۃ فی الدرایۃ. منشورات المکتبہ الاسلامیة الکبری.
۱۷. حلّی، جمال الدین ابو منصور حسن بن یوسف. (۱۴۱۲ق). منتہی المطلب فی تحقیق المذہب. مجمع البحوث اسلامیة.
۱۸. خمینی موسوی، روح اللہ بن مصطفیٰ. (۱۴۲۱ق). کتاب الطہارة. مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی.

۱۹. خوئی موسوی، ابوالقاسم. (۱۴۱۸ق). البیان فی تفسیر القرآن (چاپ سوم). دارالثقلین.

۲۰. خوئی موسوی، ابوالقاسم. (۱۴۳۰ق). موسوعۃ الامام الخوئي (چاپ سوم). موسسۃ احیاء آثار الامام الخوئی.

۲۱. رازی، ابوالحسین احمد بن فارس. (۱۴۰۴ق). معجم مقائیس اللغۃ. انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی.

۲۲. رازی، فخرالدین محمد بن عمر. (۱۴۲۰ق). المحصول فی علم اصول الفقہ (چاپ دوم). المکتبۃ العصریۃ.

۲۳. رازی، فخرالدین محمد بن عمر. (۱۴۲۳ق). تفسیر کبیر مفاتیح الغیب. دارالفکر.

۲۴. رضائی اصفهانی، محمد علی. (۱۳۸۷ش). منطق تفسیر قرآن ا (مبانی و قواعد تفسیر). جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ.

۲۵. زرقانی، محمد عبدالعظیم. (تاریخ ندارد). مناہل العرفان فی علوم القرآن. داراحیاء التراث العربی.

۲۶. زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ. (۱۴۱۰ق). البرہان فی علوم القرآن. دارالمعرفۃ.

۲۷. زقروق، محمود حمدی. (۱۴۲۳ق). الموسوعۃ القرآنیۃ المتخصصۃ. وزارت الاوقاف مصر.

۲۸. سبحانی، جعفر. (۱۴۲۲ق). المناہج التفسیریۃ (چاپ دوم). مؤسسۃ الامام الصادق (ع).

۲۹. سبزواری موسوی، سید عبدالاعلی. (۱۴۰۹ق). مواہب الرحمان فی تفسیر القرآن (چاپ دوم). موسسہ اہل بیت علیہم السلام.

۳۰. سبزواری موسوی، سید عبدالاعلی. (۱۴۱۳ق). مہذب الاحکام فی بیان الحلال و الحرام (چاپ چہارم). مؤسسۃ المنار.

۳۱. سجستانی، ابوبکر بن ابی داوٗد. (۱۴۲۳ق). کتاب المصاحف. الفاروق الحدیثہ.

۳۲. سرخسی، ابوبکر محمد بن احمد. (۱۴۱۸ق). اصول السرخسی. دارالمعرفۃ.

۳۳. سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن. (۱۴۲۱ق). الاتقان فی علوم القرآن (چاپ دوم). دارالکتاب العربی.

۳۴. شریفی نسب و دیگران. (تاریخ ندارد). «مقالہ ارزیابی ادلہ دیدگاہ رواج تاریخی قرائت عاصم بہ روایت حفص». مجلّہ مطالعات قرآن و حدیث, ۲۰. دانشگاہ امام صادق علیہ السلام.

۳۵. صدر، محمد بن محمد صادق. (۱۴۲۰ق). ماوراء الفقہ (تحقیق: جعفر ہادی دجیلی). دارالاضواء للطباعۃ و النشر و التوزیع.

۳۶. صدوق، محمد بن علی بن بابویہ. (۱۴۰۳ق). الخصال (چاپ دوم). دفتر انتشارات اسلامی.

۳۷. صدوق، محمد بن علی بن بابویہ. (۱۴۱۴ق). الاعتقادات (چاپ دوم). کنگرہ شیخ مفید.

۳۸. طباطبائی یزدی، محمد کاظم. (۱۴۱۹ق). العروۃ الوثقی. مؤسسۃ النشر الاسلامی.

۳۹. طباطبائی، محمد حسین. (۱۳۷۴ش). المیزان فی تفسیر القرآن. دفتر انتشارات اسلامی جامعه مدرسین حوزه علمیہ قم.

۴۰. طبری، ابو جعفر محمد بن جریر. (۱۴۱۵ق). جامع البیان عن تاویل آی القرآن. دار الفکر.

۴۱. طریحی، فخر دین بن محمد علی. (۱۴۱۶ق). مجمع البحرین (تحقیق: سید احمد حسینی) (چاپ سوم). المکتبۃ المرتضویۃ.

۴۲. طہرانی، محمد حسین حسینی. (۱۴۲۱ق). نور ملکوت قرآن (چاپ دوم). انتشارات نور ملکوت قرآن.

۴۳. عاملی حسینی، جواد بن محمد. (۱۴۱۹ق). مفتاح الکرامۃ فی شرح قواعد العلامۃ. دفتر انتشارات اسلامی.

۴۴. عاملی، جعفر مرتضی. (۱۳۷۷ش). حقایق مہم پیرامون قرآن (ترجمہ: سید حسن اسلامی) (چاپ سوم). دفتر انتشارات اسلامی.

۴۵. عاملی، زین الدین بن علی شہید ثانی. (۱۴۰۲ق). روض الجنان فی شرح إرشاد الأذہان. انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم.

۴۶. عاملی، زین الدین بن علی شہید ثانی. (۱۴۱۴ق). شرح البدایۃ فی علم الدرایۃ (تحقیق: سید محمد رضا حسینی جلالی). منشورات فیروزآبادی.

۴۷. عاملی، زین الدین بن علی شہید ثانی. (۱۴۲۰ق). المقاصد العلیۃ فی شرح الرسالۃ الألفیۃ. انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم.

۴۸. عاملی، محمد بن مکی شہید اول. (۱۴۱۹ق). ذکری الشیعۃ فی إحکام الشریعۃ. مؤسسہ آل بیت.

۴۹. عسقلانی، شہاب الدین ابن حجر. (۲۰۰۳م). فضائل القرآن. دار ومکتبۃ الہلال.

۵۰. عسقلانی، شہاب الدین ابن حجر. (تاریخ ندارد). فتح الباری (چاپ دوم). دار المعرفۃ.

۵۱. عسکری، مرتضی. (۱۴۱۶ق). القرآن الکریم وروایات المدرستین (چاپ دوم). مجمع علمی اسلامی.

۵۲. عطار، حسن. (۱۴۲۰ق). حاشیۃ العطار علی جمع الجوامع. دار الکتب العلمیہ.

۵۳. فاضل لنکرانی، محمد. (۱۴۱۸ق). مدخل التفسیر (چاپ سوم). دفتر تبلیغات اسلامی.

۵۴. فانی اصفہانی، علی. (۱۴۱۱ق). آراء حول القرآن. دار الہادی.

۵۵. فراہیدی، خلیل بن احمد. (۱۴۱۰ق). العین (چاپ دوم). نشر ہجرت.

۵۶. فیومی، احمد بن محمد مقری. (تاریخ ندارد). المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی. منشورات دار الرضی.

۵۷. قرطبی، عبداللہ محمد بن احمد. (۱۳۶۴ش). الجامع لاحکام القرآن. انتشارات ناصر خسرو.

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۵۸. قمی، ابوالقاسم بن محمد. (۱۳۷۸ق). قوانین الاصول (چاپ دوم). کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ.
۵۹. کرکی عاملی، علی بن حسین. (۱۴۱۴ق). جامع المقاصد فی شرح القواعد (چاپ دوم). مؤسسۃ آل البیت (علیہم السلام).
۶۰. کلینی، محمد بن یعقوب. (۱۳۶۵ش). الکافی (چاپ چہارم). دار الکتب الاسلامیہ.
۶۱. مجلسی، محمد باقر. (۱۴۰۳). بحارالانوار (چاپ دوم). موسسہ الوفاء.
۶۲. مرعشی نجفی، سید شہاب الدین. (۱۳۸۲ش). القول الفاصل فی الرد علی مدعی التحریف. کتابخانہ آیت اللہ مرعشی.
۶۳. معرفت، محمد ہادی. (۱۳۸۶ش). علوم قرآنی (چاپ چہارم). مؤسسہ فرہنگی التمہید.
۶۴. معرفت، محمد ہادی. (۱۴۱۵ق). التمہید فی علوم القرآن (چاپ دوم). مؤسسۃ النشر الاسلامی.
۶۵. مؤدب، رضا. (۱۳۷۸ش). نزول قرآن و رؤیای ہفت حرف. دفتر تبلیغات اسلامی.
۶۶. نجفی، محمد حسن. (۱۳۶۲). جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام (چاپ دوم). دار الکتب الاسلامیہ.
۶۷. نووی، محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف. (تاریخ ندارد). المجموع شرح المہذب. دار الفکر.
۶۸. نیشابوری، نظام دین حسن بن محمد. (۱۴۱۶ق). تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان. دار الکتب العلمیہ.
۶۹. ہروی، ابوعبید قاسم بن سلام. (۱۴۲۶ق). فضائل القرآن. دار الکتب العلمیہ.

Sources

The Holy Qur’an.
1. Abū Shāmah al-Maqdisī, Shihāb al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Ismāʿīl. (1424 AH / 2003 CE). Al-Murshid al-Wajīz ilá ʿUlūm Tattaʿallaq bi-al-Kitāb al-ʿAzīz (The Concise Guide to the Sciences Related to the Noble Book). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
2. Abū Zahrah, Muḥammad. (1418 AH / 1997 CE). Al-Muʿjizah al-Kubrā: al-Qurʾān (The Greatest Miracle: The Qurʾān). Dār al-Fikr al-ʿArabī.
3. Aḥmad ibn Ḥanbal. (n.d.). Al-Musnad (The Musnad). Dār al-Ṣādir.
4. Al-Anṣārī al-Dizfūlī, Murtaḍá ibn Muḥammad Amīn. (1415 AH / 1994 CE). Kitāb al-Ṭahārah (The Book of Purity). The World Congress on Commemoration of Shaykh al-Aʿẓam al-Anṣārī.
5. Al-ʿAskarī, Murtaḍá. (1416 AH / 1995 CE, 2nd ed.). Al-Qurʾān al-Karīm wa Riwayāt al-Madrasatayn (The Noble Qurʾān and the Narrations of the Two Schools). Al-Majmaʿ al-ʿIlmī al-Islāmī.

6. Al-ʿAsqalānī, Shihāb al-Dīn Ibn Ḥajar. (2003 CE). Faḍāʾil al-Qurʾān (The Virtues of the Qurʾān). Dār wa Maktabat al-Hilāl.
7. Al-ʿAsqalānī, Shihāb al-Dīn Ibn Ḥajar. (n.d., 2nd ed.). Fatḥ al-Bārī (The Victory of the Creator: Commentary on Ṣaḥīḥ al-Bukhārī). Dār al-Maʿrifah.
8. Al-ʿAṭṭār, Ḥasan. (1420 AH / 1999 CE). Ḥāshiyat al-ʿAṭṭār ʿalá Jamʿ al-Jawāmiʿ (Al-ʿAṭṭār's Marginalia on "The Collection of Compendia"). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
9. Al-Bahāʾī al-ʿĀmilī, Muḥammad ibn Ḥusayn ibn ʿAbd al-Ṣamad. (1396 AH / 1976 CE). Al-Wajīzah fī al-Dirāyah (The Concise Treatise on Ḥadīth Methodology). Publications of al-Maktabah al-Islāmiyyah al-Kubrā.
10. Al-Balāghī al-Najafī, Muḥammad Jawād. (1420 AH / 1999 CE). Ālāʾ al-Raḥmān fī Tafsīr al-Qurʾān (The Blessings of the Merciful in Qurʾānic Exegesis). Bayt al-Baʿthah Foundation.
11. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. (1401 AH / 1981 CE). Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (The Authentic Compendium). Dār al-Fikr.
12. Al-Farāhīdī, Khalīl ibn Aḥmad. (1410 AH / 1989 CE, 2nd ed.). Al-ʿAyn (The Eye – Arabic Lexicon). Nashr Hijrat.
13. Al-Fayūmī, Aḥmad ibn Muḥammad al-Muqriʾ. (n.d.). Al-Miṣbāḥ al-Munīr fī Gharīb al-Sharḥ al-Kabīr lil-Rāfiʿī (The Illuminating Dictionary on the Rare Terms of al-Rāfiʿī's Commentary). Manshūrāt Dār al-Riḍā.
14. Al-Harawī, Abū ʿUbayd Qāsim ibn Sallām. (1426 AH / 2005 CE). Faḍāʾil al-Qurʾān (The Virtues of the Qurʾān). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
15. Al-Ḥillī, Jamāl al-Dīn Abū Manṣūr Ḥasan ibn Yūsuf. (1412 AH / 1991 CE). Muntahá al-Maṭlab fī Taḥqīq al-Madhhab (The Ultimate Objective in the Verification of the Doctrine). Majmaʿ al-Buḥūth al-Islāmiyyah.
16. Al-Iṣfahānī, Ḥusayn ibn Muḥammad al-Rāghib. (1412 AH / 1992 CE). Mufradāt Alfāẓ al-Qurʾān (Dictionary of Qurʾānic Terms) (ed. Ṣafwān ʿAdnān Dāwūdī). Dār al-ʿIlm – al-Dār al-Shāmiyyah.
17. Al-Karakī al-ʿĀmilī, ʿAlī ibn Ḥusayn. (1414 AH / 1993 CE, 2nd ed.). Jāmiʿ al-Maqāṣid fī Sharḥ al-Qawāʿid (The Comprehensive Purposes in the Commentary on Legal Principles). Muʾassasat Āl al-Bayt (ʿa).

18. Al-Khūʾī al-Mūsawī, Abū al-Qāsim. (1418 AH / 1997 CE, 3rd ed.). Al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān (The Clarification in Qurʾānic Exegesis). Dār al-Thaqalayn.
19. Al-Khūʾī al-Mūsawī, Abū al-Qāsim. (1430 AH / 2009 CE, 3rd ed.). Mawsūʿat al-Imām al-Khūʾī (The Encyclopedia of Imām al-Khūʾī). Muʾassasat Iḥyāʾ Āthār al-Imām al-Khūʾī.
20. Al-Kulaynī, Muḥammad ibn Yaʿqūb. (1365 SH / 1986 CE, 4th ed.). Al-Kāfī (The Sufficient Collection). Dār al-Kutub al-Islāmiyyah.
21. Al-Majlisī, Muḥammad Bāqir. (1403 AH / 1983 CE, 2nd ed.). Biḥār al-Anwār (Seas of Lights). Muʾassasat al-Wafāʾ.
22. Al-Nawawī, Muḥyī al-Dīn Abū Zakariyyā Yaḥyá ibn Sharaf. (n.d.). Al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab (The Collected Commentary on al-Muhadhdhab). Dār al-Fikr.
23. Al-Nīsābūrī, Niẓām al-Dīn Ḥasan ibn Muḥammad. (1416 AH / 1995 CE). Tafsīr Gharāʾib al-Qurʾān wa Raghāʾib al-Furqān (The Interpretation of the Marvels of the Qurʾān and the Desires of the Criterion). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
24. Al-Qummī, Abū al-Qāsim ibn Muḥammad. (1378 AH / 1959 CE, 2nd ed.). Qawānīn al-Uṣūl (The Canons of Jurisprudential Principles). al-Kitābfurūshī al-ʿIlmiyyah al-Islāmiyyah.
25. Al-Qurṭubī, ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad. (1364 SH / 1985 CE). Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (The Compendium of Qurʾānic Rulings). Nāṣir Khusraw Publications.
26. Al-Rāzī, Abū al-Ḥusayn Aḥmad ibn Fāris. (1404 AH / 1983 CE). Muʿjam Maqāyīs al-Lughah (Lexicon of Linguistic Roots). Daftar Tablīghāt Islāmī.
27. Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad ibn ʿUmar. (1420 AH / 1999 CE, 2nd ed.). Al-Maḥṣūl fī ʿIlm Uṣūl al-Fiqh (The Collected Work on the Principles of Jurisprudence). Al-Maktabah al-ʿAṣriyyah.
28. Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad ibn ʿUmar. (1423 AH / 2002 CE). Tafsīr al-Kabīr: Mafātīḥ al-Ghayb (The Great Exegesis: The Keys to the Unseen). Dār al-Fikr.
29. Al-Sabzawārī al-Mūsawī, Sayyid ʿAbd al-Aʿlá. (1409 AH / 1988 CE, 2nd ed.). Mawāhib al-Raḥmān fī Tafsīr al-Qurʾān (The Gifts of the Merciful in Qurʾānic Exegesis). Muʾassasat Ahl al-Bayt (ʿa).
30. Al-Sabzawārī al-Mūsawī, Sayyid ʿAbd al-Aʿlá. (1413 AH / 1992 CE, 4th ed.). Muhadhdhab al-Aḥkām fī Bayān al-Ḥalāl wa al-Ḥarām

(Refined Rulings Explaining the Lawful and Unlawful). Muʾassasat al-Manār.

31. Al-Ṣadr, Muḥammad ibn Muḥammad Ṣādiq. (1420 AH / 1999 CE). Mā Warāʾ al-Fiqh (Beyond Jurisprudence) (ed. Jaʿfar Hādī Dujaylī). Dār al-Aḍwāʾ li-al-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ.
32. Al-Ṣadūq, Muḥammad ibn ʿAlī ibn Bābawayh. (1403 AH / 1983 CE, 2nd ed.). Al-Khiṣāl (The Characteristics). Daftar Intishārāt Islāmī.
33. Al-Ṣadūq, Muḥammad ibn ʿAlī ibn Bābawayh. (1414 AH / 1993 CE, 2nd ed.). Al-Iʿtiqādāt (The Beliefs). Shaykh Mufīd Congress.
34. Al-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad. (1418 AH / 1997 CE). Uṣūl al-Sarakhsī (The Principles of al-Sarakhsī). Dār al-Maʿrifah.
35. Al-Sijistānī, Abū Bakr ibn Abī Dāwūd. (1423 AH / 2002 CE). Kitāb al-Maṣāḥif (The Book of Qurʾānic Codices). Al-Fārūq al-Ḥadīthah.
36. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān. (1421 AH / 2000 CE, 2nd ed.). Al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān (The Perfection in the Sciences of the Qurʾān). Dār al-Kitāb al-ʿArabī.
37. Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr. (1415 AH / 1995 CE). Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān (The Comprehensive Explanation of the Interpretation of Qurʾānic Verses). Dār al-Fikr.
38. Al-Ṭabāṭabāʾī al-Yazdī, Muḥammad Kāẓim. (1419 AH / 1998 CE). Al-ʿUrwah al-Wuthqā (The Firmest Handle). Muʾassasat al-Nashr al-Islāmī.
39. Al-Ṭabāṭabāʾī, Muḥammad Ḥusayn. (1374 SH / 1995 CE). Al-Mīzān fī Tafsīr al-Qurʾān (The Balance in Qurʾānic Interpretation). Daftar Intishārāt Islāmī, Jāmiʿat al-Mudarrisīn Ḥawzah ʿIlmiyyah Qum.
40. Al-Ṭurayḥī, Fakhr al-Dīn ibn Muḥammad ʿAlī. (1416 AH / 1995 CE, 3rd ed.) (ed. Sayyid Aḥmad Ḥusaynī). Majmaʿ al-Baḥrayn (The Union of the Two Seas). Al-Maktabah al-Murtaḍawiyyah.
41. Al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh. (1410 AH / 1990 CE). Al-Burhān fī ʿUlūm al-Qurʾān (The Proof in the Sciences of the Qurʾān). Dār al-Maʿrifah.
42. Al-Zarqānī, Muḥammad ʿAbd al-ʿAẓīm. (n.d.). Manāhil al-ʿIrfān fī ʿUlūm al-Qurʾān (The Fountains of Understanding in Qurʾānic Sciences). Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.
43. ʿĀmilī al-Ḥusaynī, Jawād ibn Muḥammad. (1419 AH / 1998 CE). Miftāḥ al-Karāmah fī Sharḥ Qawāʿid al-ʿAllāmah (The Key of

Dignity: Commentary on al-ʿAllāmah's Legal Rules). Daftar Intishārāt Islāmī.
44. ʿĀmilī, Jaʿfar Murtaḍá. (1377 SH / 1998 CE, 3rd ed.) (trans. Sayyid Ḥasan Islāmī). Ḥaqāʾiq Muhimmah Pirāmun-i Qurʾān (Important Truths Concerning the Qurʾān). Daftar Intishārāt Islāmī.
45. ʿĀmilī, Muḥammad ibn Makī (al-Shahīd al-Awwal). (1419 AH / 1998 CE). Dhikrā al-Shīʿah fī Aḥkām al-Sharīʿah (The Remembrance of the Shīʿah in the Rulings of the Sharīʿah). Muʾassasat Āl al-Bayt (ʿa).
46. ʿĀmilī, Zayn al-Dīn ibn ʿAlī (al-Shahīd al-Thānī). (1402 AH / 1982 CE). Rawḍ al-Jinān fī Sharḥ Irshād al-Adhhān (The Garden of Paradise: Commentary on Irshād al-Adhhān). Daftar Tablīghāt Islāmī, Ḥawzah ʿIlmiyyah Qum.
47. ʿĀmilī, Zayn al-Dīn ibn ʿAlī (al-Shahīd al-Thānī). (1414 AH / 1993 CE) (ed. Sayyid Muḥammad Riḍā Ḥusaynī Jalālī). Sharḥ al-Bidāyah fī ʿIlm al-Dirāyah (Commentary on "The Beginning" in Ḥadīth Studies). Manshūrāt Fīrūzābādī.
48. ʿĀmilī, Zayn al-Dīn ibn ʿAlī (al-Shahīd al-Thānī). (1420 AH / 1999 CE). Al-Maqāṣid al-ʿAliyyah fī Sharḥ al-Risālah al-Alfiyyah (The Lofty Purposes: Commentary on the Thousand-Verse Treatise). Daftar Tablīghāt Islāmī, Ḥawzah ʿIlmiyyah Qum.
49. Ardabīlī, Aḥmad ibn Muḥammad. (1403 AH / 1983 CE). Majmaʿ al-Fāʾidah wa al-Burhān fī Sharḥ Irshād al-Adhhān (The Collection of Benefit and Proof in the Commentary on Irshād al-Adhhān). Daftar Intishārāt Islāmī.
50. Bābāʾī, ʿAlī Akbar, et al. (1388 SH / 2009 CE, 4th ed.). Ravish-shināsī Tafsīr-i Qurʾān-i Karīm (Methodology of Qurʾānic Exegesis). Ḥawzah wa Dānishgāh Research Institute.
51. Bābāʾī, ʿAlī Akbar. (1394 SH / 2015 CE). Qawāʿid Tafsīr-i Qurʾān (Rules of Qurʾānic Interpretation). Ḥawzah wa Dānishgāh Research Institute.
52. Fāḍil Lankarānī, Muḥammad. (1418 AH / 1997 CE, 3rd ed.). Madkhal al-Tafsīr (Introduction to Qurʾānic Exegesis). Daftar Tablīghāt Islāmī.
53. Fānī al-Iṣfahānī, ʿAlī. (1411 AH / 1990 CE). Ārāʾ Ḥawl al-Qurʾān (Opinions about the Qurʾān). Dār al-Hādī.
54. Ibn al-Jazarī al-Shāfiʿī, Abū al-Khayr Muḥammad ibn Muḥammad. (1428 AH / 2007 CE). Munjid al-Muqriʾīn wa Murshid al-Ṭālibīn

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

(The Guide of the Qurʾānic Readers and the Instructor of the Students). Dār al-Kalim al-Ṭayyib.

55. Ibn al-Jazarī al-Shāfiʿī, Abū al-Khayr Muḥammad ibn Muḥammad. (n.d.). Al-Nashr fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (The Diffusion on the Ten Qurʾānic Readings). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
56. Ibn Manẓūr, Abū al-Faḍl Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukarram. (1414 AH / 1993 CE, 3rd ed.). Lisān al-ʿArab (The Tongue of the Arabs). Dār al-Fikr li-al-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ – Dār Ṣādir.
57. Ibn Mujāhid, Aḥmad ibn Mūsá ibn ʿAbbās. (1440 AH / 2019 CE, 2nd ed.). Al-Sabʿah fī al-Qirāʾāt (The Seven in Qurʾānic Readings). Al-Maʿārif.
58. Ismāʿīl, Shaʿbān Muḥammad. (1420 AH / 1999 CE, 2nd ed.). Al-Qirāʾāt: Aḥkāmuhā wa Maṣādiruhā (The Qurʾānic Readings: Their Rulings and Sources). Dār al-Salām.
59. Khumaynī al-Mūsawī, Rūḥ Allāh ibn Muṣṭafá. (1421 AH / 2000 CE). Kitāb al-Ṭahārah (The Book of Purity). Institute for Compilation and Publication of the Works of Imām Khomeinī.
60. Marʿashī Najafī, Sayyid Shihāb al-Dīn. (1382 SH / 2003 CE). Al-Qawl al-Fāṣil fī al-Radd ʿalá Muddaʿī al-Taḥrīf (The Decisive Word in Refuting the Claimants of Qurʾānic Distortion). Āyat Allāh Marʿashī Library.
61. Maʿrifat, Muḥammad Hādī. (1386 SH / 2007 CE, 4th ed.). ʿUlūm Qurʾānī (Qurʾānic Sciences). Al-Tamhīd Cultural Institute.
62. Maʿrifat, Muḥammad Hādī. (1415 AH / 1994 CE, 2nd ed.). Al-Tamhīd fī ʿUlūm al-Qurʾān (Introduction to Qurʾānic Sciences). Muʾassasat al-Nashr al-Islāmī.
63. Muʾaddib, Riḍā. (1378 SH / 1999 CE). Nuzūl Qurʾān wa Ruʾyā-yi Haft Ḥarf (The Revelation of the Qurʾān and the Vision of Seven Letters). Daftar Tablīghāt Islāmī.
64. Najafī, Muḥammad Ḥasan. (1366 SH / 1987 CE, 2nd ed.). Jawāhir al-Kalām fī Sharḥ Sharāʾiʿ al-Islām (The Jewels of Speech: Commentary on the Laws of Islam). Dār al-Kutub al-Islāmiyyah.
65. Riḍāʾī al-Iṣfahānī, Muḥammad ʿAlī. (1387 SH / 2008 CE). Manṭiq Tafsīr-i Qurʾān (1): Mabānī wa Qawāʿid Tafsīr (Logic of Qurʾānic Interpretation: Foundations and Rules). Jāmiʿat al-Muṣṭafā al-ʿĀlamiyyah.

66. Sharīfī Nasab, et al. (n.d.). "A Study Assessing the Evidence of the Historical Prevalence of the Reading of ʿĀṣim according to Ḥafṣ." Journal of Qurʾān and Ḥadīth Studies, no. 20, Imām Ṣādiq University.
67. Ṣubḥānī, Jaʿfar. (1422 AH / 2001 CE, 2nd ed.). Al-Manāhij al-Tafsīriyyah (Methodologies of Qurʾānic Exegesis). Muʾassasat al-Imām al-Ṣādiq (ʿa).
68. Ṭihrānī, Muḥammad Ḥusayn Ḥusaynī. (1421 AH / 2000 CE, 2nd ed.). Nūr Malakūt al-Qurʾān (The Light of the Kingdom of the Qurʾān). Nūr Malakūt al-Qurʾān Publications.
69. Zaqrūq, Maḥmūd Ḥamdī. (1423 AH / 2002 CE). Al-Mawsūʿah al-Qurʾāniyyah al-Mutaḥaṣṣiṣah (The Specialized Qurʾānic Encyclopedia). Ministry of Awqāf, Egypt.